میں ہمیشہ جمعیۃ علمائے ہند کے ساتھ رہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔ اس تعلق سے اُن کو مولانا سے استفادہ کا زیادہ موقع ملا تھا اور اُس کا اثر اُن کے درسِ قرآن میں اور عام تقریروں اور گفتگوؤں میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے بڑے بڑے اہم مسائل رونما ہوئے اور بعض اوقات علماء کے لئے سخت ابتلاء و آزمائش کے مواقع پیدا ہو گئے۔ مگر مولانا نے اعلانِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ میں کبھی کوتاہی یا پہلوتہی سے کام نہیں لیا۔ ان کو اس کی سزا بھی بھگتنی پڑی۔ مگر انھیں اس کی کبھی پرواہ نہیں ہوئی۔ اب ایسے علمائے حق کہاں ملیں گے؟ جو جاتا ہے اپنا صحیح جانشین و قائم مقام چھوڑ کر نہیں جاتا۔ اللّٰھم برد مضجعہ وارحمہ رحمۃً واسعۃً۔

مسٹر شعیب قریشی علی گڈھ اور آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ تھے۔ انگریزی انشا و اخبار نویسی کا خاص سلیقہ اور ملکہ رکھتے تھے۔ ایک زمانہ میں اُن کے اس وصف و کمال کی دھوم تھی۔ تحریکِ خلافت میں علی برادران کے ساتھ رہے۔ اسی تعلق سے جس سال مکہ معظمہ میں عالمِ اسلام کی موتمر ہوئی ہے۔ وفدِ خلافت کے ساتھ یہ بھی اُس میں شرکت کرنے اور اس بہانہ حج و زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہونے حجازِ مقدس گئے تھے اور اسی زمانہ میں راقم الحروف نے ایک رفیقِ سفر طالبِ علم کی حیثیت سے مرحوم کو بہت قریب سے دیکھا اور اُن کے علمی و ادبی کمالات، دینی ذوق و شوق اور اخلاقی اوصاف سے متاثر ہوا تھا۔ پہلے درویشی و قلندری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ پھر ریاست بھوپال میں وزارت کے عہدہ پر فائز ہوکر رئیسانہ جاہ و حشم سے رہنے لگے تھے۔ آزادی کے بعد پاکستان میں متعدد ممتاز اور بلند عہدوں پر رہے اور آخر میں سب چیزوں سے الگ تھلگ ہو کر کئی ماہ کی سخت اور صبر آزما علالت کے بعد ایک شفاخانہ میں جان، جان آفریں کو سپرد کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔ اس رشتہ کی وجہ سے بھی مولانا کے ارادت مند اور ہند و مسلم دیرینہ رفقائے کار و احباب، مرحوم کو اپنا عزیز ہی سمجھتے اور مرحوم بھی بربنائے وضعداری ان سب کے ساتھ اُسی طرح برتاؤ کرتے اور تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ جس زمانہ میں وہ پاکستان کے ہائی کمشنر کی حیثیت سے نئی دہلی میں مقیم تھے وہاں کی سوشل زندگی میں یہ خاص بات بڑی نمایاں تھی۔ غفرلہ اللہ و رحمہٗ